سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱۰

اصلی پیر کی پہچان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال کراچی

اپنے ایمان کو تازہ رکھیں !
گھر بیٹھے دینی اور اصلاحی مجالس کی براہِ راست نشریات سنیں !
livemajlis
(www.khanqah.org)
اس کے علاوہ جب چاہیں عالم اسلام کے نامور روحانی بزرگ
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کے فرزند ارجمند
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم
کے اصلاحی بیانات بھی سنے جاسکتے ہیں۔
باخبر رہیں!
خانقاہ سے متعلق تازہ ترین اطلاعات اور اعلانات
اپنے موبائل پر فوراً وصول کریں!
@khanqahashrafia
F KHANQAHASHRAFIA لکھ کر
40404 پر SMS بھیجیں۔

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱۰

اصلی پیر کی پہچان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

— از طرف —

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ اشرف المدارس و مہتمم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمید نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

وعظ : اصلی پیر کی پہچان

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۲۸؍رمضان ۱۴۰۹ھ مطابق ۵؍مئی ۱۹۸۹ء، بعد نمازِ جمعہ

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ اشاعت : ۱۹؍رجب ۱۴۳۵ھ، مطابق ۱۹؍مئی ۲۰۱۴ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

تعداد : چار ہزار

ضروری اعلان

عنوانات

پیش لفظ.. ۶
اہل اللہ کے قصے سنانے کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟..................................... ۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین محبوب چیزیں.. ۹
حیّ علی الصلوٰۃ کا عجیب عاشقانہ ترجمہ.. ۱۱
گنہگاروں اور اللہ والوں کی پریشانی میں کیا فرق ہوتا ہے؟................................ ۱۱
حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت افروز واقعہ... ۱۲
عام لوگ اللہ والوں کا مقام نہیں پہچان سکتے... ۱۲
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تین محبوب اعمال.................................... ۱۴
شیخ کو ہدیہ دینے کے آداب.. ۱۴
ولایت کے لیے اللہ تعالیٰ کا جذب کرنا لازمی ہے...................................... ۱۶
اولیاء اللہ کے جذب کا پہلا قصہ... ۱۷
تارکِ دنیا اور متروکِ دنیا میں فرق... ۱۹
کشف بندہ کے اختیار میں نہیں ہوتا.. ۲۰
مردوں کے لیے سونا چاندی کی انگوٹھی کے استعمال کا مسئلہ............................ ۲۰
مجاہدات کے بغیر مولیٰ کو حاصل کرنا محال ہے... ۲۱
حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی دس سال بعد بیٹے سے ملاقات.................... ۲۲
سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک دعا اور اللہ تعالیٰ کا جواب.................... ۲۳
قرآن پاک کی ایک آیت کی عجیب تفسیر.. ۲۴
جذب کا دوسرا قصہ.. ۲۴
صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت پر نصیحت آموز مثالیں.. ۲۵
اصلی پیر کی پہچان.. ۲۸
جذب کا تیسرا قصہ.. ۲۸
اللہ تعالیٰ کی محبت میں جنت کا مزا ملتا ہے.. ۲۹

لیلیٰ اور مجنوں کی آپس میں کیا رشتہ داری تھی؟ ۳۰
مزے دار زندگی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ہی سے ملتی ہے ۳۰
گدُّو بندر کے نام کی عجیب تشریح ۳۱
بے مثل مولیٰ کے بے مثل نام کی بے مثل لذت ۳۱
حالتِ گناہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے جذب عطا ہوسکتا ہے ۳۲
حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کا قصہ ۳۲
جگر صاحب کی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ۳۳
جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی چار دعائیں ۳۵
حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایک شرابی کے جذب کا قصہ ۳۵
حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے آثارِ قبولیت ۳۶
توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوجاتا ہے ۳۷
گناہوں کے نشانات کو مٹا دینے کی حکمت ۳۸
ڈاڑھی نہ رکھنے والے قیامت کے دن اللہ کے نبی کو کیا جواب دیں گے؟ ۳۸
ڈاڑھی رکھنے کا انعام ۳۹
جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبد الرب نشتر سے ملاقات کا دلچسپ واقعہ ۴۱

پیش لفظ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ حسنہ کے سلسلہ نمبر ۱۱۰ کا یہ وعظ ''اصلی پیر کی پہچان'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے حضرت والا کے دردِ دل کا اظہار ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی تڑپ عمر بھر یہی رہی کہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرد بھی ضائع نہ ہو۔ اس فکر میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا رات دن تڑپتے رہنا دنیا نے دیکھا ہے۔ وقت کے اس ولیِ کامل نے حقیقتاً اپنے پاس آنے والے امت کے ایک ایک فرد پر جس دردِ دل کے ساتھ محنت فرمائی تھی ساری دنیا نے اس کے ثمرات دیکھے کہ ہزاروں لاکھوں لوگ اس نظرِ کیمیا اثر کے فیض سے حیاتِ نو پاتے چلے گئے، کمزور ایمان والوں کے ایمان مضبوط و پختہ ہوئے اور قوی ایمان والوں کی نسبت مع اللہ اقویٰ ہوگئی۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے جن امور پر نہایت اہتمام کے ساتھ اپنی توجہ مرکوز رکھی ان میں ایک اہم امر سچے اللہ والے سے تعلق قائم کرنا تھا۔ خود حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر انتہائی اہمیت کے ساتھ عمل فرمایا اور تین مختلف اللہ والوں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی، حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے اصلاحی تعلق قائم کیا۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی اور حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہما جیسے اکابر سے تو بیک وقت رُشد و اصلاح کا تعلق قائم تھا گو بیعت اور اصلاحی تعلق حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہی تھا لیکن حضرت شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شیخ ہی کا درجہ دیتے تھے۔

اسی لیے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ یہ فرماتے رہے کہ مجھے اللہ نے جو کچھ دیا ہے ان ہی بزرگوں کے صدقہ میں دیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے امت کی ہدایت کے لیے اللہ والوں یعنی سچے پیر کی نشانیاں واضح انداز میں بارہا بیان فرمائیں۔ اس تناظر میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

در تگ دریا گہر باسنگ ہاست

فخرہا اندمیانِ ننگ ہاست

یعنی دریا کی تہہ میں کنکروں کے ساتھ موتی بھی ہوتے ہیں، اسی طرح جعلی پیروں کے درمیان سچے اللہ والے بھی ہوتے ہیں۔ اب ان اللہ والوں کو ڈھونڈ کر ان سے دین سیکھنا ہمارا کام ہے۔ اس وعظ میں حضرت والا نے سچے پیر کے حالات اور ان کو پہچاننے کی علامات بتائی ہیں تاکہ لوگ کسی گمراہ شخص کی اتباع کرکے اپنی زندگی ضائع نہ کریں اور جعلی پیروں کے درمیان موجود اصلی پیر تلاش کرکے ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے تعلق مع اللہ کی بے مثل دولت حاصل کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ اس وعظ کو قبول فرمائیں اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں، آمین۔

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

اصلی پیر کی پہچان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾[1]

آج رمضان شریف کا آخری جمعہ ہے، کسی کو کھانے پینے کی کوئی فکر نہیں ہے، لوگ عموماً نیند بھی صبح دس بجے تک پوری کرلیتے ہیں اور قبر میں بہت سونا ہے، لاکھوں سال سونا ہے کیونکہ پتا نہیں قیامت کب آئے گی۔ اس لئے میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ جذب کے لالچ میں اس مضمون کو بیان کررہا ہوں تاکہ حق تعالیٰ اس مبارک مہینہ کے صدقہ و طفیل میں ہم سب پر اپنے فضل کا ارادہ فرمالیں اور ہم سب کو اپنا جذب نصیب فرمادیں کیونکہ قرآن پاک میں اللہ نے اپنی اس صفت کا اظہار فرمایا ہے کہ میں جس بندے کو چاہتا ہوں اپنی طرف جذب کرلیتا ہوں اور خدا جس کو اپنی طرف جذب کرتا ہے تو پوری کائنات کی طاقت، تمام گمراہ کن ایجنسیاں، تمام گمراہ کن طاقتیں اس کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتیں، ہم خود تو ضعیف ہیں، رجسٹرڈ ضعیف ہیں کیونکہ اللہ نے ہمارے ضعف کا قرآن پاک میں اعلان فرمادیا خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا[2] کہ اے انسانو! تم ضعیف ہو۔ تو ضعیف بچہ اپنے بابا سے مہربانی مانگتا ہے، کمزور بچہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں اپنے بابا سے مدد مانگتا ہے اور کمزور بندہ نفس و شیطان کے مقابلہ میں اپنے ربّا سے مدد مانگتا ہے، اور ربّا بندے کی مدد کس طرح کرتے ہیں؟ اپنے جذب کی صفت کا ظہور کردیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو جذب کرے گا تو اس کے

[1] سورۃ الشوریٰ:۱۳

[2] سورۃ النسآء:۲۸

قلب وجان کے عالم کا کیا عالم ہو گا۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمارے قلب وجاں کو اپنی ذاتِ پاک کے ساتھ اس طرح چپکالیں کہ سارا عالم ہمیں اللہ سے ایک اعشاریہ بھی دور نہ کر سکے۔

اہل اللہ کے قصے سنانے کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟

اللہ تعالیٰ کے چند اولیاء جن کو اللہ نے جذب فرمایا تھا آج ان کے قصے بیان کروں گا اور اللہ سے یہ عرض کروں گا کہ جس طرح آپ نے انہیں جذب کیا تھا ہم کو بھی جذب کر لیں کیونکہ ان قصوں کو سنانے کا مقصد یہی ہے، یہ انبیاء کی سنت چلی آرہی ہے، جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس دیکھا کہ عالمِ غیب سے بغیر موسم کے پھل آئے ہوئے ہیں، **هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ**[۳] اس وقت انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ مجھ پر بھی فضل کر دیجئے، مجھ کو بھی بڑھاپے میں اولاد دے دیجئے۔ تو معلوم ہوا کہ جب کسی اللہ والے پر کوئی خصوصی فضل ہو جائے تو اس کے صدقہ میں ہم کو بھی دعا مانگنی چاہیے۔ لیکن ان اولیاء اللہ کے قصے سننے سے پہلے ایک حدیث سن لیجیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین محبوب چیزیں

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس دنیا میں مجھے یہ چیزیں محبوب ہیں خوشبو، نیک بیوی اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے[۴] اور ایسی ٹھنڈک ہے کہ اس وقت بیوی بھی یاد نہیں رہتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہوتے تھے **اِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ** لیکن جب اذان کی آواز آتی تھی **كَاَنَّهٗ لَمْ يَعْرِفْنَا** تو آپ پہچانتے بھی نہیں تھے کہ عائشہ کہاں گئی۔ یہ نبوت کا مقام ہے۔ وہ نالائق اپنے حواس درست کر لیں جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کم عمری سے یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عیش کے لئے ان سے نکاح کیا تھا حالانکہ

۳ سورۃ ال عمران:۳۸

۴ اخرجہ النسائی فی سننہ ۲/۲۲۷، مشکوۃ المصابیح،۲/۲۲۷مطبوعہ قدیمی کتب خانہ

اللہ کے نبی نے بہت صبر کیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چار ہزار مردوں کی طاقت عطا فرمائی گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جو عمل بھی کیا اللہ کے حکم سے کیا، اللہ کی اجازت سے کیا، اللہ کی مرضی سے کیا، آپ کا کوئی کام بغیر وحی الٰہی کے نہیں تھا لیکن عام لوگ یہ نہیں جانتے۔ اب اسی واقعہ سے دیکھ لیجئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ **یَکُوْنُ فِیْ مِھْنَۃِ اَھْلِہٖ** حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کاموں میں مصروف ہوتے تھے **تَعْنِیْ خِدْمَتَہٗ** یعنی خدمت وغیرہ کے امور میں **فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ** اسی اثناء میں جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔[۵] تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **کَاَنَّہٗ لَمْ یَعْرِفْ اَحَدًا**[۶] اسے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے التشرف فی احادیث التصوف میں ایک دوسری روایت **کَاَنَّہٗ لَمْ یَعْرِفْنَا** کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جانتے ہی نہ تھے۔ جگر مرادآبادی کے استاد حضرت اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے انہوں نے اس مقام کو اپنے ایک شعر میں تعبیر کیا ہے ؎

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت ہم بھی سب کچھ بھول جاتے تھے، صرف اللہ کو یاد رکھا کرتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں سب سے زیادہ پیاری ہیں عطر، نیک بیوی، اور نماز۔ نماز کو آخر میں بیان فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، جب اذان کی آواز آئی تو سب کچھ بھول گئے۔ ہم سب کا حال بھی یہی ہونا چاہیے ؎

رہتے ہیں ہم جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں

۵؎ مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین ۳/۲۶۴

۶؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، باب فی اخلاقہ وشمائلہ ۱۱/۹۲

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کا عجیب عاشقانہ ترجمہ

اللہ سے اپنے دل اس طرح چپکالو کہ اذان کی آواز آجائے تو کاروبار، بیوی بچے کچھ یاد نہ رہے، فوراً مسجد کی طرف دوڑو کہ اب اللہ بلارہے ہیں۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کا بزبان عشق ترجمہ کررہا ہوں کہ اے میرے بندو! جلدی جلدی وضو کرکے تیار ہو جاؤ، مالک تعالیٰ شانہٗ اپنے غلاموں کو یاد فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کیا احسان و کرم ہے، لیکن ہم نادانی کی وجہ سے نماز کو بوجھ سمجھتے ہیں جیسے ماں نے شفقت سے بچے کو ذرا زور سے دبادیا تو نادان بچہ ماں کی گود میں چلّارہا ہے، وہ سمجھ رہا ہے کہ یہ دشمن ہے جو مجھے دبارہا ہے حالانکہ وہ شفقت سے دباتی ہے۔

گنہگاروں اور اللہ والوں کی پریشانی میں کیا فرق ہوتا ہے؟

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پریشانی گنہگاروں کو بھی آتی ہے اور اللہ والوں کو بھی آتی ہے لیکن دونوں کی پریشانیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے، دنیادار پر جب پریشانی آتی ہے تو وہ بدحواس ہو جاتا ہے، ہوش و حواس کھو دیتا ہے، پاگلوں کی طرح اللہ سے شکایت کرنے لگتا ہے اور اس کو بہت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اور اللہ والے کو بھی پریشانی آتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرنے کے لئے، اس کے گناہوں کو معاف کرنے کے لئے پریشانی بھیجتے ہیں مگر تسلیم و رضا کی برکت سے اس کے دل میں ٹھنڈک رہتی ہے بلکہ اس کو ہر وقت ایک نئی جان عطا ہوتی ہے ؎

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جو اللہ کی مرضی پر راضی رہتے ہیں ان کو ہر وقت ایک نئی جان عطا ہوتی ہے، اور ایک جان نہیں سینکڑوں جانیں عطا ہوتی رہتی ہیں۔

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ کا بصیرت افروز واقعہ

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کا مزاج کیسا ہے؟ فرمایا کہ تم اس کا مزاج کیا پوچھتے ہو جس کی مرضی سے سارے عالم کا نظام چل رہا ہے۔ کہا کہ اچھا تو آپ اتنے بڑے ہیں کہ خدائی لئے بیٹھے ہیں۔ فرمایا کہ سمجھتے نہیں ہو تو پوچھو کیونکہ بد گمانی کرنا حرام ہے، مجھ سے پوچھو کہ میں نے یہ کیوں کہا ہے؟ میں نے اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی میں فنا کر دیا، میں نے اپنی خواہش کو اللہ کی رضا میں فنا کر دیا، اب میری مرضی اور اللہ کی مرضی ایک ہو گئی، دو نہیں رہیں، دیکھو دنیا میں ایک پتّہ بھی خدا کی مرضی کے بغیر نہیں ہلتا، دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے اور میں نے اپنی مرضی کو ان کی مرضی میں فنا کر دیا، اب میری مرضی اور ان کی مرضی ایک ہو گئی لہٰذا جو کچھ ہوتا ہے میری مرضی سے ہوتا ہے یعنی میں اس پر راضی رہتا ہوں، میری مرضی اور ان کی مرضی الگ الگ نہیں ہے لہٰذا میں ہر وقت عیش میں رہتا ہوں۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ اللہ کے عاشقوں کا دل ہر وقت غم پروف رہتا ہے۔ اس پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ؎

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
اُن کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

عام لوگ اللہ والوں کا مقام نہیں پہچان سکتے

اللہ کا غم جس کو ملتا ہے، اللہ کی محبت کا ایک ذرۂ درد جس کو عطا ہوتا ہے اس کی کیفیت کو آپ کیا سمجھ سکتے ہیں، اس کی کیفیت کو ہم لوگ کیا جانیں؟ میں اپنے کو بھی اس میں شامل کرتا ہوں، میں اللہ والوں کے مقام کی نقل کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا ایک ذرہ جسے عطا کر دے پھر اس کی شان یہ ہوتی ہے جو میں نے اپنے اس شعر میں ادا کی ہے ؎

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرۂ دردِ غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شاہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض وسماء سے کم نہیں

اللہ والوں کی نظر کے حوصلے بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں ہیں، اللہ والوں کے دل میں جو وسعت ہوتی ہے وہ زمین و آسمان سے زیادہ ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ظاہرش را پشۂ آرد بہ چرخ
باطنش باشد محیطِ ہفت چرخ

کہ اللہ والوں کا ظاہر اتنا کمزور ہوتا ہے کہ اگر مچھر بھی کاٹ لے تو پریشان ہو جاتے ہیں لیکن اللہ والوں کا باطن ساتوں آسمانوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ لیکن ہم آپ اس کو سمجھ نہیں سکتے کیونکہ ہم کو وہ مقام نصیب نہیں ہے جیسے ایک دیہاتی نے راجہ کو دیکھا تو گاؤں والوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ راجہ ہیں۔ اس نے کہا کہ ارے، پھر تو روز ہی دال پیتے ہوں گے۔ اس ظالم دیہاتی کو مہینہ بھر پیاز روٹی کھانے کو ملتی تھی، دال کہیں دو چار مہینہ میں ملتی تھی، تو انسان اپنی حیثیت کے مطابق دوسروں کو قیاس کرتا ہے، عام آدمی اللہ والوں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق سمجھتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

متہم کم کُن بہ دُزدی شاہ را
عیب کم گو بندۂ اللہ را

اللہ والے شاہ ہیں ان کو چور نہ کہو، بادشاہ پر چوری کا الزام کیوں لگاتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ آج بادشاہ نے یا کمشنر نے یا گورنر نے ایک شخص کی جیب سے دس روپے نکال لیے تو کیا آپ یقین کریں گے؟ تو اللہ والوں کا مقام ہم کیا جانیں، آپ ہم ان کا مقام سمجھ بھی نہیں سکتے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے عیب کو زبان پر نہ لاؤ، تم ان کے مقام کو نہیں سمجھ سکتے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ذرّے نے پہاڑ سے کہا کہ میں تجھے آزماؤں گا۔ پہاڑ نے ہنس کر کہا کہ اے ذرّے، جب تو مجھ کو اپنی آزمائش کے ترازو پر رکھے گا تو تیرے ترازو کے پلڑے کے ٹکڑے

ٹکڑے ہو جائیں گے۔ ایسے ہی جو اللہ والوں کو آزماتا ہے اس کی آزمائش کا ترازو پھٹ جاتا ہے۔ جو ڈول کنویں میں گری ہوئی ہے وہ اس ڈول کی قدر و قیمت کیا جانے جو کنویں سے باہر ہے، وہ دوسرے ڈولوں کو نکالنے کے لئے کنویں سے باہر ہے، وہ ڈول خود کنویں میں نہیں گری ہوئی ہے۔ گاؤں دیہات میں جب ڈول کنویں میں گر جاتے ہیں تو لوگ ایک بڑے سے ڈول میں رسّی ڈال کر ان چھوٹی ڈولوں کو پھنسا لیتے ہیں۔ ایسے ہی جن کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے وہ دنیا کے کنویں میں دوسرے گرے ہوئے جسموں کو نکالنے کے لئے ہمارے ساتھ اس دنیا میں رہتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ والے جو تمہارے پاس رہتے ہیں تو ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں اپنے جسم کے قلب کے ڈول میں دوسرے لوگوں کو لگا کر اللہ تعالیٰ تک لے اُڑوں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تین محبوب اعمال

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب سرورِ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نعمتیں ارشاد فرمائیں تو صدیقِ اکبر نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھ کو بھی دنیا میں تین نعمتیں بہت عزیز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے صدیق اکبر تمہاری محبوب چیزیں کیا ہیں؟ عرض کیا کہ اَلنَّظَرُ اِلَیْکَ جب ایک نظر آپ پر ڈالتا ہوں تو مجھے اس میں سارے عالم سے زیادہ مزہ آتا ہے۔ وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ یَدَیْکَ جب تھوڑی دیر آپ کے پاس بیٹھتا ہوں تو مجھے اس میں سارے عالم سے زیادہ مزہ آتا ہے۔ اور تیسرے وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلَیْکَ جب اپنا مال آپ پر خرچ کرتا ہوں تو بے انتہا مزہ آتا ہے۔[ے]

شیخ کو ہدیہ دینے کے آداب

جب مرید کو بھی یہ تین باتیں عطا ہو جاتی ہیں کہ اپنے دینی مربّی کے پاس بیٹھنے میں سارے عالم سے زیادہ مزہ آئے، اور اس نظر ڈالنے سے مزہ آئے اور اس کو یہ مقام بھی نصیب ہو کہ

ے کشف الخفاء للعجلونی ۲۴۱/۱

اس پر اپنا مال خرچ کرنے یعنی ہدیہ یا تحفے دینے میں مزہ آئے، اللہ جس کو چاہے یہ مقام نصیب کردے۔ لیکن یہ مت سمجھئے کہ ہدیہ بہت قیمتی ہونا چاہیے۔ میرے مرشدِ اوّل شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ اپنے دینی مربّی کے پاس گئے، یہ بزرگ بہت غریب تھے، راستے میں جنگل پڑتا تھا وہاں سے لکڑی کاٹ کر شیخ کے پاس لے گئے اور کہا کہ حضرت، میرے پاس کچھ نہیں تھا، یہ لکڑی ہدیہ لایا ہوں۔ انہوں نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس لکڑی کو حفاظت سے رکھو، جب میں مر جاؤں تو اسی لکڑی سے پانی گرم کر کے مجھے نہلا دینا، مجھے امید ہے کہ اس غریب مخلص کے اس ہدیہ کی برکت سے میری مغفرت ہو جائے گی۔ آج ہے کوئی ایسا مخلص؟ آج تو اگر مرغانہ دو تو پیر ناراض ہو جائے گا، مسواک پر راضی ہونے والا میرا شیخ تھا، میں طالبِ علمی کے زمانے میں اپنے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مسواک پیش کیا کرتا تھا، اس وقت میرے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے کہ میں حضرت کو کچھ نقد رقم دوں لہٰذا نیم کی ایک مسواک پیش کرتا تھا، بس حضرت خوش ہو جاتے تھے، کبھی میں نے استنجاء کے لئے مٹی کے ڈھیلے ہدیہ میں پیش کر دیئے، کبھی یہ کیا کہ اُس زمانے میں ایک آنے کی دو تین چھوٹی الائچی مل جاتی تھیں وہ پیش کر دیں، میں نے سوچا کہ میں کیوں محروم رہوں؟ جیسے ایک بڑھیا نے جب یہ سنا کہ آج مصر کے بازار میں حضرت یوسف علیہ السلام فروخت ہو رہے ہیں تو اس نے سوت کات کر دس بارہ آنے جمع کیے اور بازار کی طرف دوڑی کہ ہم بھی حضرت یوسف کو خریدیں گے، ایک شخص نے کہا کہ اے بڑھیا، یوسف علیہ السلام بڑے قیمتی ہیں، یہ جو تو نے سوت کات کر دس بارہ آنے جمع کئے ہیں اس کی تو وہاں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، اس نے کہا کہ میں جانتی کہ یوسف علیہ السلام مجھے اس سستی قیمت میں نہیں ملیں گے، مصر کے بازار میں میری اس رقم کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی لیکن ؎

ہمی نم بس کہ داند ماہ رویم

کہ من نیز از خریدارانِ اویم

میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میرا محبوب یوسف علیہ السلام یہ جان لے کہ میں بھی اُس کے خریداروں میں سے ہوں، ان کا اتنا علم ہو جانا ہی میرے لئے کافی ہے، مجھے اس پر بھی خوشی ہے۔ دوستو،

اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ اتنا جان لے کہ ہم بھی ان کے عاشقوں میں سے ہیں، ہمارے لئے اتنا بھی بہت ہے۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو تین باتیں فرمائیں ان کو اس لئے نقل کر دیا کہ ہمیں بھی اللہ والوں سے محبت کرنا آجائے، محبت کرنا بھی سیکھنا پڑتا ہے۔ میرے شیخ اوّل حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھینس کا اصلی گھی لے کر تھانہ بھون گیا، حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ مقام دیا تھا کہ بڑے بڑے نواب ان کی جوتیاں اُٹھاتے تھے، لیکن حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی میں نے گھی پیش کیا، حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے میرا دل خوش کرنے کے لئے اپنے خادم سے فرمایا کہ میاں نیاز، اس گھی کو گرم گرم کھچڑی میں ڈال کر میں خود کھاؤں گا، کسی اور کو نہیں دوں گا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ کہنے کا مقصد صرف حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کو خوش کرنا تھا، اللہ والے اپنے خادموں کو خوش بھی کرتے ہیں، سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ والوں کی!

ولایت کے لیے اللہ تعالیٰ کا جذب کرنا لازمی ہے

دوستو، دنیا میں کوئی ولی اللہ نہیں ہوا جب تک اللہ تعالیٰ نے اس کو جذب نہیں کیا، شیطان سالک تھا، اُس کو جذب نصیب نہیں تھا ورنہ مردود نہ ہوتا۔ اسی لئے آج میں آپ لوگوں کو اولیاء اللہ کے چند قصے سناؤں گا یعنی ان اولیاء اللہ کا تذکرہ کروں گا جن کو اللہ نے جذب کیا تھا، اس وقت یہ قصے سنانے کا مقصد یہ ہے کہ میں ان اولیاء اللہ کے جذب کے صدقے میں اللہ کی رحمت کو واسطہ دے سکوں کہ جیسا آپ نے ان کو اپنے کرم سے جذب کیا تھا ہم کو بھی اپنے کرم سے جذب کر لیں کیونکہ آپ کریم ہیں، آپ کے کرم کے لیے لیاقت اور اہلیت شرط نہیں ہے، کریم کے معنی ہی یہ ہیں کہ جو نالائقوں پر مہربانی کر دے، لہٰذا ہم یہ تین قصے بیان کر کے اللہ سے دعا مانگیں گے کہ اللہ ہم سب کو بھی جذب عطا کر دے، یہ اللہ تک پہنچنے کا شارٹ کٹ یعنی مختصر راستہ ہے ؎

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گذر چلیں
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

آج ہم لوگ یہاں جمع ہیں اور شاید یہ رمضان کا آخری جمعہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے اس سننے سنانے کو قبول فرمالیں، اگر وہ نہیں قبول فرمائیں گے تو ہم کہاں جائیں گے؟ ؎

نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو

کدھر جائے بندۂ گنہگار تیرا

آپ بتائیں کہ گنہگاروں کا کوئی دوسرا خدا ہے؟ وہی تو ایک اللہ ہے ہمارا جو نیک لوگوں کا بھی ہے اور ہمارا بھی ہے بلکہ سب کا ہے۔ اب سب سے پہلا قصہ مختصر انداز سے سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کروں گا، ان کے قصے تو بہت لمبے ہیں، بعضوں نے میری زبان سے سنے بھی ہوں گے لیکن اگر آپ کسی مضمون کو دو تین دفعہ سن لیں بلکہ ایک ہزار دفعہ بھی سن لیں تو مضمون سنانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس میں جو درد ہے وہ دلوں میں منتقل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ آپ ایک ہی چیز کو بار بار کھانے سے انکار کیوں نہیں کرتے؟ بعض لوگ روزانہ انڈا کھاتے ہیں، بعض لوگ روزانہ کباب کھاتے ہیں، اس وقت یہ کیوں نہیں کہتے کہ ایک کباب کھلانے کے بعد دوسرا کباب بہت دن کے بعد کھلانا، تو آپ روزانہ جسمانی غذا کے تکرار سے نہیں گھبراتے، روزانہ شربت روح افزاء پیتے ہیں یا نہیں؟ افطاری کے وقت دیکھئے کیسی چیخ وپکار مچی ہوتی ہے کہ شربت روح افزاء میں برف کے ٹکڑے ڈال دو، بعض کو تو دعا مانگنے کا ہوش بھی نہیں رہتا حالانکہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے لیکن بعض لوگ دہی بڑے اور روح افزاء میں برف کی تلاش میں اپنا قیمتی وقت ضائع کر دیتے ہیں۔

اولیاء اللہ کے جذب کا پہلا قصہ

اب میں پہلا قصہ اس زبردست ولی اللہ کا سناتا ہوں جن کا تذکرہ علامہ سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں ایک آیت کے ذیل میں کیا ہے۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ وہ کتنی بڑی شخصیت ہیں کہ علماء دین اپنی تفسیروں میں ان کا نام لکھتے ہیں۔ یہ ولی اللہ سلطنت بلخ کے بادشاہ تھے، جب اللہ تعالیٰ نے ان کو جذب کر لیا تو ان کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا۔ انسان کو جذب محسوس ہو جاتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچتا ہے تو اُس کو بھی محسوس ہو جاتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ اس کو پتہ ہی نہ چلے۔ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ جذب کی تشریح یوں کرتے ہیں ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذُوقِ عُریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خُود جیب و گریباں کو

جس کو اللہ جذب کرتا ہے اس کو محسوس ہو جاتا ہے کہ کوئی میرا گریبان پکڑے ہوئے مسجد لے جارہا ہے، کوئی میرا گریبان پکڑ کر گناہوں سے بچارہا ہے کہ کہاں گناہوں کی طرف جارہے ہو، تم چمگادڑ نہیں ہو کہ اندھیروں میں لٹکو، تم بازِ شاہی ہو، میرے پاس رہو، کہاں کرگس کی طرح مردہ کھانے جارہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ تو اصغر گونڈوی صاحب کا کتنا عمدہ شعر ہے، فرمایا ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوق عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اور فرماتے ہیں ؎

میں سمجھتا تھا مجھے ان کی طلب ہے اصغرؔ
کیا خبر تھی وہی لے لیں گے سراپا مجھ کو

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

ہمہ تن ہستیِ خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بُنِ مُو سے میرے اس نے پکارا مجھ کو

جب دنیا والے پکارتے ہیں تو انسان دو کان سے سنتا ہے، مگر جس کو اللہ جذب کرتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بناتے ہیں، اس کا بال بال محسوس کرتا ہے کہ میرا اللہ مجھے یاد فرمارہا ہے ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جس کے دن اچھے ہونے والے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو جسے اللہ والا بنانا ہوتا ہے تو کیا عرض کروں کہ اس کے لئے غیب سے کیسے کیسے انتظام ہوتے ہیں۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عِشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

تارکِ دنیا اور متروکِ دنیا میں فرق

تو میں عرض کر رہا تھا کہ شاہِ بلخ نے آدھی رات کو گدڑی پہنی اور محل سے نکل گئے۔ دیکھئے اس کا نام ہے اللہ والا بننا، جس کو دنیا نے لات ماری ہو، جس کے پاس کچھ نہ ہو، اس کی فقیری کو کیا پوچھتے ہو، وہ تو فقیری پر مجبور ہے، وہ تارکِ دنیا نہیں ہے کیونکہ اس کے پاس ترک کرنے کے لیے دنیا ہے ہی نہیں، یہ متروکِ دنیا ہے یعنی دنیا نے اسے ترک کیا ہے، اس نے دنیا نہیں چھوڑی، دنیا نے اسے چھوڑا ہے۔ لیکن جس کے پاس دولت و بادشاہت ہے وہ دنیا پر لات مار رہا ہے، یہ قیمتی چیز ہے، حقیقت میں یہ تارکِ دنیا ہے۔ تو شاہِ بلخ آدھی رات کو اٹھے، کسی فقیر کو اچھا لباس دے کر اس کی گدڑی لے لی تھی اور اس فقیر کو بتایا نہیں تھا کہ یہ کس لئے مانگ رہا ہوں، اب آدھی رات کو گدڑی پہن کر سلطنت کی حدود سے باہر نکل گئے۔ جب انسان دیوانہ بنتا ہے تو کیا کیفیت ہوتی ہے ؎

کھینچی جو اک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو اک ہاتھ تو گریباں نہیں رہا

تمام تعلقات اور غیر اللہ کو چھوڑ کر اتنا تیز بھاگے کہ آدھی رات کو حدودِ سلطنت سے باہر نکل گئے تاکہ کوئی پہچان نہ لے ورنہ وزیر لوگ ہاتھ جوڑ کر کہتے کہ حضور کہاں جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ولی اللہ اپنے لیے حضور کا لفظ سننا پسند نہیں کرتے کیونکہ اپنے اللہ کے حضور میں جا رہے ہیں، دنیا والوں کے حضور سے نجات حاصل کر کے اللہ کے حضور میں جا رہے ہیں۔ تو یہ سلطنتِ بلخ چھوڑ کر نیشاپور کے جنگل میں چلے گئے، وہاں دس سال عبادت کی۔ ایک دن ایک وزیر آیا اور انہیں اس دُرویشانہ حال میں دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسا بیوقوف مُلّا ہے، بادشاہت کے مزے چھوڑ کر یہاں ویرانے میں پڑا ہوا ہے، زمین پر نمازیں پڑھ رہا ہے، ساری پیشانی پر مٹی لگی ہوئی ہے۔ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے وزیر کے یہ خیالات کشف کر دیئے۔

کشف بندہ کے اختیار میں نہیں ہوتا

کشف بندہ کے اختیار میں نہیں ہوتا، جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں عطا کر دیتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ولی اللہ کو سب معلوم ہوتا ہے، یہ مشرکانہ عقیدہ ہے، جہالت کا عقیدہ ہے، حرام عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں تو بتا دیتے ہیں۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے قریب کنعان شہر کے کنویں میں تھے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو پتہ نہیں تھا کہ میرا بیٹا کہاں ہے، وہ ان کی یاد میں رو رہے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو بتا دیا کہ وہ اس وقت سینکڑوں میل دور مصر میں ہیں۔ یہ عقیدہ اسلامی ہے، یہ عقیدہ صحابہ کا ہے، نبیوں کا ہے اور قرآن وحدیث کا ہے۔

تو جب ان کو کشف ہوا اس وقت وہ اپنی گدڑی سی رہے تھے، انہوں نے وزیر کو اپنے پاس بلایا اور اپنی سُوئی دریا میں ڈال دی اور فرمایا کہ اے دریا کی مچھلیو! میری سوئی تلاش کرو۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

صَد ہزاراں ماہیے اللّٰہیے

سُوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیئے

ایک لاکھ مچھلیاں اپنے منہ میں سونے کی سوئی لے کر حاضر ہو گئیں، آپ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ سونے کی سوئی کیوں لائی ہو؟ ہماری شریعت میں سونے کی سوئی استعمال کرنا حرام ہے۔

مردوں کے لیے سونا چاندی کی انگوٹھی کے استعمال کا مسئلہ

سونے کی انگوٹھی مردوں کے لئے حرام ہے چاہے وہ شادی میں ملے چاہے وہ جہاں سے ملے، اسی طرح سونے کی زنجیر پہننا بھی حرام ہے البتہ چاندی کی انگوٹھی کا استعمال جائز ہے جبکہ وہ ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو، لیکن افسوس ہے کہ آج نوجوان لڑکے سونے کی زنجیر پہنتے ہیں، سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں، میں نے جس سے بھی پوچھا کہ یہ کیوں پہنتے ہو تو جواب ملتا ہے کہ شادی میں ملی

تھی۔ میں نے ایک نوجوان لڑکے سے کہا کہ اپنی سونے کی یہ انگوٹھی اپنی بیوی کو ہدیہ کر دو، سونے کی انگوٹھی عورت کے لئے جائز ہے تم نہ پہنا کرو۔ اس نے کہا کہ مجھے کیسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے؟ میں نے کہا کہ ابھی مشکوٰۃ شریف میں حدیث دکھاتا ہوں، جب اس کو حدیث دکھادی تو اس نے کہا اوکے (Ok) یعنی ٹھیک ہے، اس نے احکامِ نبوت کو قبول کر لیا۔

مجاہدات کے بغیر مولیٰ کو حاصل کرنا محال ہے

تو حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ مچھلیوں کو ڈانٹا کہ سونے کی سوئی کیوں لے کر آئی ہو؟ اتنے میں ایک مچھلی لوہے کی سوئی لے کر آگئی جس سے آپ گدڑی سی رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وزیر رونے لگا کہ آہ! مچھلیاں تو آپ کے مقام سے باخبر ہیں اور میں انسان ہو کر بے خبر ہوں، مچھلیاں آپ کی ولایت اور بزرگی کو تسلیم کرتی ہیں اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتی ہیں، یہ جانور ہو کر آپ سے باخبر ہیں اور میں انسان ہو کر آپ سے بے خبر ہوں۔ پھر وزیر نے کہا کہ مجھے اب پتہ چلا کہ پہلے آپ خشکی کے بادشاہ تھے، اب خشکی اور تری، بحر و بر دونوں کی سلطنت اللہ نے آپ کو دے دی، پہلے آپ کی حکومت صرف خشکی پر تھی اب پانی پر بھی ہے،، پھر کہا کہ حضرت مجھے بھی اس مقام تک پہنچا دیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ مقام اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ چیز آسانی سے مل جاتی ہے؟ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی جمیل تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ آپ کو اللہ کی محبت کی جو دولت ملی ہے وہ مجھ کو بھی عطا فرما دیجیے تو حضرت خواجہ صاحب نے لکھا ؎

مے یہ ملی نہیں ہے یوں، قلب و جگر ہوئے ہیں خوں
کیوں میں کسی کو مفت دوں؟ مے میری مفت کی نہیں

دوستو، اللہ کے راستہ میں مجاہدات کرنا پڑتے ہیں، غم اٹھانا پڑتے ہیں تب کہیں جا کر اللہ ملتا ہے پھر بھی یہ سودا سستا ہے، ہماری کروڑہا جانیں فدا کرنے پر بھی اگر اللہ مل جائے تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں ہو سکتا لہٰذا آپ نے فرمایا کہ وزارت کو لات مارو اور چھ مہینے یہاں رہ جاؤ، میں نے بادشاہت کو

لات ماری ہے تم وزارت کو لات مارو، وزیر کی سمجھ میں بات آگئی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ چھ مہینے ان کی صحبت میں رہا پھر ولی اللہ بن کر واپس گیا۔

حضرت ابراھیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی دس سال بعد بیٹے سے ملاقات

سلطنتِ بلخ چھوڑنے کے دس سال کے بعد حضرت ابراھیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ حج کرنے گئے، ان کا بیٹا اُس وقت چودہ سال کا تھا، اب دس سال کے بعد چوبیس سال کا ہوگیا تھا، اب دونوں طواف کررہے ہیں مگر دونوں کو ایک دوسرے کی خبر نہیں، طواف کرتے کرتے جب مقامِ ابرہیم پر دورکعت نماز پڑھی تو بیٹے پر نظر پڑگئی، باپ کا خون بیٹے کی رگوں میں دوڑتا ہے لہٰذا باپ کی محبت نے جوش مارا۔ اللہ کا نور بھی بندوں کی رگوں میں دوڑتا ہے اسی لئے دل میں اللہ کی محبت معلوم ہوتی ہے۔

دل ازل سے تھا کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اک چوٹ پرانی وہ اُبھر آئی ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی چوٹ لگا کر ہمیں دنیا میں بھیجا ہے مگر یہ چوٹ ابھرے گی کیسے؟ جب پُرواہوا چلتی ہے یعنی جب اللہ والوں کی صحبت نصیب ہوتی ہے تب یہ چوٹ محسوس ہوتی ہے۔ جب وہ دورکعت پڑھ کر فارغ ہوئے تو اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ کہا کہ میں سلطنتِ بلخ سے آیا ہوں۔ اب دل میں شبہ ہوا کہ ہوسکتا ہے میری پہچان غلط ہوجائے، یہ کوئی اور نہ ہو لہٰذا پوچھا کہ وہاں کیا کام کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں وہاں کا بادشاہ ہوں، تو پوچھا کہ تمہارے بابا کا کیا نام ہے؟ دیکھئے، اب راز کھلے گا، اس نے کہا کہ میرے بابا کا نام سلطان ابراھیم ابن ادھم ہے، پوچھا کہ تمہارے بابا کہاں گئے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے عشق ومحبت نے ان کو سلطنت سے بے سلطنت کردیا، وہ تخت و تاج کو لات مار کر اللہ کی محبت میں ہم کو چھوڑ کر چلے گئے، بس اتنا سننا تھا کہ یقین ہوگیا کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے لہٰذا فرمایا کہ میں ہی ابراھیم ابن ادھم ہوں، بس اُٹھے اور گلے سے لگالیا۔

آپ اللہ والوں کی زبان سے کبھی کسی بادشاہ کا تذکرہ سنتے ہیں؟ لیکن اس بادشاہ کا تذکرہ، سلطنتِ بلخ چھوڑنے والے کا تذکرہ اولیاء اللہ کی زبانوں سے جاری ہوتا ہے۔ مفتی بغداد علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسی بڑی شخصیت نے ان کا تذکرہ اپنی تفسیر میں کیا ہے۔

میں نے اعلان کیا تھا کہ پندرہ سولہ منٹ بیان کروں گا، اب غالباً پندرہ سولہ منٹ ہونے والے ہیں لہٰذا میں اجازت دیتا ہوں کہ جو چاہے تقریر کے درمیان سے اٹھ کر چلا جائے۔ بس میرے لئے قانونی طور پر اتنا کہنا کافی ہے، جب تک میرا اللہ مجھ سے بیان کرائے گا میں تقریر کروں گا، جس کا جی چاہے اپنے گھر چلا جائے، سونے کا تقاضہ ہو تو سو جائے، میں نے یہاں کوئی فوج تھوڑی بٹھا رکھی ہے کہ آپ کو پکڑ لے گی، ہاں میری محبت کی فوج بہت مضبوط ہے، مجھے امید ہے کہ میری محبت آپ کو جانے نہیں دے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جو مضمون میں بیان کر رہا ہوں اگر آپ کے اندر یہ مضمون اُتر جائے تو آپ کے جسم کی قیمت، آپ کی مٹی کی قیمت سورج و چاند سے اور زمین و آسمان سے افضل ہو جائے گی۔ میں یہ کوئی معمولی بات عرض نہیں کر رہا ہوں۔

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک دعا اور اللہ تعالیٰ کا جواب

ایک بار سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ طواف کر کے دعا کر رہے تھے کہ **اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الذُّنُوْبِ** اے اللہ! مجھے گناہوں سے معصوم کر دیجئے تو پردۂ غیب سے آواز آئی **کُلُّ عِبَادَۃٍ یَسْأَلُوْنَہُ الْعِصْمَۃَ فَاِذَا عَصَمَکُمْ** ہر بندہ اللہ سے معصوم ہونے کا سوال کرتا ہے، لیکن جب وہ ان سب کو معصوم بنادے گا **عَلٰی مَنْ یَّتَفَضَّلُ وَعَلٰی مَنْ یَّتَکَرَّمُ** پھر اس کے فضل اور کرم کا ظہور کس پر ہو گا؟ یعنی اگر کوئی گناہ کرے تو وہ اپنے فضل سے اسے معاف فرمائے۔[۸]

۸؎ تفسیر روح المعانی، ۱۰۴/۴، مطبوعہ دار احیاء التراث (بیروت)

قرآن پاک کی ایک آیت کی عجیب تفسیر

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں قرآن پاک کی آیت اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّيۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شیطان انسان پر کب قابو پاتا ہے؟ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا بعض گناہوں کی وجہ سے۔ مثلاً اس نے بد نظری کرلی یعنی کسی عورت کو بری نظر سے دیکھ لیا، کسی لڑکے کو بری نظر سے دیکھ لیا، اب اس کی یاد ستارہی ہے، اب اس کے لئے اسبابِ وصل تلاش کئے جارہے ہیں تو اس کا پہلا گناہ دوسرے گناہ کی طرف دھکیلتا ہے، اسی طرح ایک نیکی دوسری نیکی کی طرف لے جاتی ہے، ہر نیکی میں خاصیت ہے کہ ایک نیکی اور کرادے اور ہر گناہ میں خاصیت ہے کہ دوسرا گناہ کرادے۔ اس لئے کہتا ہوں کہ جلدی ندامت کے آنسوؤں سے توبہ کرلو کیونکہ شیطان مثل چمگادڑ کے ہے، یہ دل کے اندھیروں میں رہتا ہے۔ بتایئے چمگادڑ کہاں رہتا ہے؟ جہاں اندھیرے ہوتے ہیں۔ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم سے کوئی گناہ ہوجائے اور دل میں اندھیرا آجائے تو توبہ کرنے میں دیر مت کرو ورنہ شیطان تمہارے دل میں ڈیرہ جمالے گا، تمہارے دل میں اپنا نشیمن بنالے گا اور تمہیں کسی عظیم لغزش میں مبتلا کردے گا، کسی خطرناک گناہ میں مبتلا کردے گا۔ اس لئے جلدی سے توبہ وندامت کے نور سے اپنے دل کو روشن کرلو، روشنی آئی اور شیطان بھاگا، شیطان روشنی میں نہیں رہتا۔

جذب کا دوسرا قصہ

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کا ایک قصہ آپ نے سُن لیا۔ میں اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو واسطہ دینے کے لئے ان کا نام بھی لوں گا۔ اب دوسرے بزرگ کا قصہ سنئے، یہ ابھی حال ہی کا قصہ ہے، اسی صدی کا قصہ ہے۔ جونپور انڈیا میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے، وہیں ایک شاعر بھی رہتے تھے، عبد الحفیظ نام تھا، ان کی شاعری کا کلام دیوانِ حفیظ کے نام سے چھپا ہے، یہ آل انڈیا شاعر

تھے، غضب کے شعر کہتے تھے مگر شراب بہت پیتے تھے، ایک دن ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ مسٹر ہیں، بی۔اے، ایل ایل بی ہیں مگر یہ ڈاڑھی، یہ تہجد، یہ آپ کی باتوں میں اثر، آپ کو یہ سب کہاں سے ملا؟ ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ سب حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقہ میں ملا ہے، میں ان سے دعائیں لیتا ہوں، ہر مہینہ ان کی صحبت میں جاتا ہوں اور رمضان بھی وہاں گذارتا ہوں۔ کہنے لگے کہ کیا ہماری بھی اصلاح ہو سکتی ہے؟ یہ ان کو جذب عطا ہوا ہے، اللہ والوں کی تلاش جذب ہی کا اثر ہے ؎

اُنہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے

وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اُن سے ملنے کی ہے یہی اک راہ

ملنے والوں سے راہ پیدا کر

یعنی جو اللہ تعالیٰ سے ملے ہوئے ہیں ان سے راہ ورسم قائم کرو تب اللہ ملتا ہے۔

صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت پر نصیحت آموز مثالیں

عبد الحفیظ شاعر کہنے لگے کہ کیا میں بھی وہاں جا سکتا ہوں؟ ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جی ہاں جا سکتے ہیں، کہنے لگے کہ میں تو شراب پیتا ہوں، ڈاڑھی بھی منڈاتا ہوں۔ فرمایا کہ بیمار ہی تو ہسپتال جاتا ہے، اللہ والوں کے روحانی ہسپتال میں کون جاتا ہے؟ گنہگار ہی تو جاتے ہیں۔ بس وہ جونپور سے تھانہ بھون کے لیے نکلے، راستہ میں ڈاڑھی کے تھوڑے تھوڑے بال نکل آئے، حالانکہ گھر سے ڈاڑھی منڈا کر گئے تھے لیکن راستہ میں بھی تھوڑے تھوڑے بال نکل آئے، بعض لوگوں کے گال بڑے زرخیز ہوتے ہیں یعنی بال جلدی نکل آتے ہیں۔ خیر جب یہ تھانہ بھون پہنچے تو آئینہ میں اپنی شکل دیکھی کہ تھوڑے تھوڑے بال نکل آئے ہیں تو تھانہ بھون کی خانقاہ کے اندر ہی حجام کو بلایا اور ڈاڑھی پر اُسترا چلوا دیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب دیکھ لیا۔ اب یہ جا کر حضرت

تھانوی سے کہنے لگے کہ حضرت مجھے بیعت کر لیجئے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حفیظ صاحب جب آپ کو بیعت ہونا تھا تو جو تھوڑا تھوڑا نور آ گیا تھا اس کو کیوں صاف کر دیا؟ کہنے لگے کہ حضرت آپ حکیم الامت ہیں اور میں مریض الامت ہوں، مریض کا فرض ہے کہ حکیم کو اپنی پوری حالت بیان کر دے۔ جو مرید اپنے روحانی معالج یعنی اپنے شیخ سے اپنا حال چھپائے گا وہ کبھی شفا نہیں پائے گا، خندق میں گرنے کے بعد جب رُسوا ہو گا تب پتہ چلے گا۔ اس لئے مرید پر فرض ہے کہ اپنے مربّی و شیخ سے اپنا سارا حال صحیح صحیح بتائے۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا یہ فعل یعنی ڈاڑھی منڈانا تو اچھا نہیں ہے مگر اس نے جس طرح یہ کام کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سادہ طبع ہے۔ لہٰذا آپ نے انہیں بیعت کر لیا اور فرمایا کہ جاؤ اللہ اللہ کرو، ذکر اللہ کرو، یہ ٹانک اور وٹامن دیتا ہوں ان شاء اللہ سب حالات درست ہو جائیں گے۔ عبد الحفیظ واپس جونپور آ گئے۔

ایک سال کے بعد حضرت تھانوی جونپور تشریف لے گئے، میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت تھانوی کے ساتھ تھے، وہاں ایک مجلس میں ایک بڑے میاں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ بڑے میاں کون ہیں؟ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت یہ جونپور کے مشہور آل انڈیا شاعر عبد الحفیظ ہیں جن کا دیوانِ حفیظ ہے۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے تو یہ بالکل فارغ البال تھے، اب تو ماشاء اللہ چہرہ پر سنت کا باغ لہلہا رہا ہے۔

اپنے انتقال سے تین دن پہلے عبد الحفیظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کے خوف کا حال طاری ہو گیا، جب اللہ کی یاد آتی، قیامت کا نقشہ سامنے آتا تو رونے لگتے، اپنے گھر میں شمالاً جنوباً بے چینی کے عالم میں روتے ہوئے پھرتے رہتے، اتنا روئے اتنا روئے کہ تین دن کے بعد شہید ہو گئے، اللہ تعالیٰ کے خوف نے ان کی روح قبض کر لی، حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے مرے گا وہ شہید ہو گا۔ انہوں نے مرنے سے پہلے اپنا دیوانِ حفیظ نکالا اور اس میں تین اشعار کا اضافہ کیا، اب وہ تین اشعار سُن لیجئے تو جذب کا دوسرا قصہ ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے اپنے دیوان میں یہ تین اشعار لکھے ؎

مری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو
اور اُن کی شانِ ستاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

کرے بیعت حفیظؔ اشرف علی سے
بہ ایں غفلت یہ ہُشیاری تو دیکھو

عقلمند شخص وہ ہے جو کسی اللہ والے سے جڑ جائے۔ اس بات کو مثال سے سمجھانے کے لیے ایک حکایت بیان کرتا ہوں کہ ایک چیونٹی نے اللہ میاں سے کہا کہ مجھے کعبہ دیکھنے کا شوق ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے چیونٹی کعبہ شریف سے ایک کبوتر بھیج رہا ہوں کیونکہ تو اپنی چال سے کعبہ نہیں جاسکتی، تو اس کبوتر کے پیر سے لپٹ جانا مگر آنکھ نہ کھولنا ورنہ ڈر کے مارے زمین پر گر جائے گی، اور اس کا پیر زور سے پکڑنا تاکہ جب وہ پھڑ پھڑائے تو کہیں تو چھوٹ کر گر نہ جائے لہٰذا اس کے پیر کو سختی سے پکڑنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کبوترِ حرم کو حکم دیا کہ فلاں بستی میں جاؤ، کبوتر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے اس گھر میں پہنچ گیا جہاں وہ چیونٹی تھی، اور چیونٹی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈالا کہ یہی وہ کبوتر ہے۔

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عِشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

سب اللہ کا انتظام ہوتا ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا بناتا ہے، جب تک ان کا فضل نہیں ہوگا ہم اور آپ گناہوں سے نہیں نکل سکتے، ہزاروں بہانے بازیاں آڑے آجاتی ہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ ہم تو حسینوں کو اس لئے دیکھتے ہیں کہ ان کی شکلوں میں اللہ تعالیٰ کا حسن نظر آتا ہے، ان کا یہ حسن، آئینۂ جمالِ خداوندی ہے یعنی خدا کے جمال کا آئینہ ہے، ہم انہیں کسی بُری نیت سے نہیں دیکھتے، ہم ان میں اللہ کا جمال دیکھتے ہیں۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایک ملازم تھا، روٹی اچھی پکاتا تھا، ایک دن آٹا خریدنے گیا تو بنیے کی دکان پر جو گُڑ

رکھا ہوا تھا اس میں سے گُڑ کی ایک ڈلی اُٹھا کر جیب میں رکھ لی، حضرت کے ایک بیٹے اس کے ساتھ تھے، انہوں نے اسے یہ حرکت کرتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے تو ایسے ہی مزے کے لئے گڑ رکھ لیا ورنہ میری نیت بُری نہیں تھی۔ لیجئے صاحب، اب چوری کے لیے بھی اچھی نیت ہونے لگی۔ تو چیونٹی نے اس کبوتر کو مضبوطی سے پکڑ لیا، اللہ نے کبوتر کو حکم دیا کہ واپس جاؤ، وہ حرمِ کعبہ آیا اور چیونٹی بھی اس کے ساتھ حرم پہنچ گئی۔

اصلی پیر کی پہچان

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ اگر تم کو بھی حرم کا کوئی کبوتر مل جائے، جس کا جسم یہاں رہتا ہو اور دل کعبہ میں رہتا ہو یعنی جو سراپا سنت و شریعت کا پابند ہو، اگر کوئی ایسا اللہ والا مل جائے تو اس سے چمٹ جاؤ، مگر اللہ والوں کو خود سے نہ پہچانو، وقت کے علماء اور وقت کے بزرگانِ دین سے پوچھو کہ ہم کس بزرگ کے پاس جایا کریں؟ ہو سکتا ہے کہ آپ کی نظر غلط پہچان لے، کہیں آپ کلفٹن پر لنگوٹ باندھے ہوئے نشہ باز کو جوسٹے کا نمبر بتا رہا ہو غلطی سے بزرگ سمجھ لیں۔ پتا چلا کہ آپ اس کے پاس اپنے مقدمہ کے لئے دعا کرانے گئے اور اس نے بجائے دعائیں دینے کے دو چار گالیاں دے دیں۔

جذب کا تیسرا قصہ

اب جذب کا تیسرا قصہ سناتا ہوں۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔ ایک بار آل انڈیا مشہور شاعر جگر مرادآبادی نے ان سے پوچھا کہ خواجہ صاحب آپ مسٹر ہیں یعنی انگریزی داں ہیں، ڈپٹی کلکٹر ہیں، لیکن یہ لمبا کرتا، ٹخنوں سے اوپر پاجامہ، سر پر گول ٹوپی، ہاتھ میں تسبیح یہ سب کہاں سے آیا؟ انہوں نے فرمایا کہ تھانہ بھون میں ایک اللہ والے بزرگ ہیں جن کی صحبتوں سے بہت سے لوگ اللہ کے ولی بن رہے ہیں، آپ بھی جا کر ان سے مل لیں، میں بھی وہیں جاتا ہوں جب ہی میرا یہ حال ہے، میں ان سے بزبانِ حال کہتا ہوں ؎

تُو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں، پھر جانِ جاں، پھر جانِ جاناں کر دیا

اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شعر کی زبان میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرکے کہہ رہے ہیں ؎

نقشِ بتاں مٹایا، دکھایا جمالِ حق
آنکھوں کو آنکھیں، دل کو مرے دل بنا دیا

آہن کو سوزِ دل سے کیا نرم آپ نے
نا آشنائے درد کو بِسمل بنا دیا

یعنی اے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ، میں اللہ کی محبت کے درد سے ناواقف تھا، آپ نے مجھے بِسمل کر دیا، اب میں دن رات اللہ کے عشق میں تڑپتا ہوں، اللہ کے عشق و محبت کا مزہ لیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں جنت کا مزا ملتا ہے

لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت میں تڑپنے سے یہ مت سمجھئے گا جیسے ہارٹ اٹیک والے تڑپتے ہیں، اس میں تو تکلیف ہوتی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شعر میں اللہ کی محبت کے درد کی عجیب شرح فرمائی ہے ؎

شُکر ہے دردِ دل مستقل ہو گیا
اب تو شاید مرا دل بھی دل ہو گیا

اور فرماتے ہیں ؎

لُطف جنت کا تڑپنے میں جسے ملتا نہ ہو
وہ کسی کا ہو تو ہو لیکن ترا بسمل نہیں

قیس بیچارا رموزِ عشق سے تھا بے خبر
ورنہ اُن کی راہ میں ناقہ نہیں محمل نہیں

یعنی اللہ والوں کو اللہ کی محبت کے درد میں جنت کا مزا آتا ہے۔

لیلیٰ اور مجنوں کی آپس میں کیا رشتہ داری تھی؟

قیس مجنوں کو کہتے ہیں، لیلیٰ کے عاشق کا نام قیس تھا، لیلیٰ و مجنوں دونوں کے ابّا آپس میں سگے بھائی تھے، یعنی لیلیٰ مجنوں کے سگے چچا کی بیٹی تھی۔ آپ لوگ اس وقت لیلیٰ مجنوں کی باتیں کیسے غور سے سُن رہے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں کہ سب کے چہروں پر تازگی آگئی ہے۔ آہ! کاش کہ مولیٰ کے نام سے بھی ایسی تازگی آتی، لیلیٰ تو قبر میں گل سڑ گئی اور دنیا میں اس سے بہتر لاکھوں لیلیٰ موجود ہیں۔

مزے دار زندگی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ہی سے ملتی ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے مولیٰ کا کوئی مثل نہ تھا، نہ ہے، نہ قیامت تک ہو گا۔ اللہ کا مثل کون ہو سکتا ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

میں اُن کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتا دو
لا مجھ کو دکھا، اُن کی طرح کوئی اگر ہے

مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
پھر اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

اللہ کے عاشق اگر مگر نہیں کہتے۔ مزاحاً کہتا ہوں کہ اگر نے شادی کی مگر سے، جس سے ایک لڑکا ہوا، اس کا نام کاش رکھا گیا۔ لہٰذا دوستو، اگر مگر مت لگاؤ، اللہ جس سے راضی ہو ویسی صورت بنالو، اللہ تعالیٰ جس سے ناراض ہو ان کاموں سے بچ جاؤ، ان شاء اللہ آپ کی زندگی میں بے شمار زندگیاں داخل ہو جائیں گی۔ واللہ! اللہ کی فرماں برداری سے، خدائے تعالیٰ کے فیضانِ رحمت سے آپ کو وہ زندگی عطا ہو گی کہ ساری دنیا کے حسین اور حسن پرستوں کو اس کا خواب بھی نظر نہیں آسکتا، وہ بے چارے تو خود پریشان ہیں، ساری دنیا کے حسن پرست پریشانی میں مبتلا ہیں، راتوں کی نیند غائب ہے، ویلیم

فائیو(Valium 5) کے بعد ویلیم ٹین(Valium 10) کھاتے ہیں، اس کے بعد انجکشن لگتے ہیں، بجلی کے جھٹکے لگتے ہیں، آخر میں گِدّو بندر پہنچ جاتے ہیں، عاشق مزاجی کا آخری مقام گِدّو بندر ہے۔

گِدّو بندر کے نام کی عجیب تشریح

گِدّو بندر کے نام کی تشریح مجھ سے سن لیجیے، یہ تشریح بھی آپ مجھ ہی سے سنیں گے کہ مُردوں سے، ان مرنے والے حسینوں سے محبت کی تو گدھ ہوگئے کیونکہ گدھ مردہ خور ہوتا ہے، مردہ جانور کھاتا ہے تو پہلے گدھ ہوئے پھر بندر ہوگئے کیونکہ بندر کی طرح کود کود کر اس کے ساتھ عشق ظاہر کررہے تھے لہٰذا گدھ و بندر ہو کر گِدّو بندر پہنچ گئے۔ پاکستان کا بہترین پاگل خانہ حیدرآباد کے قریب گِدّو بندر میں ہے۔

بے مثل مولیٰ کے بے مثل نام کی بے مثل لذت

تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مولیٰ مثلیت سے پاک ہے یعنی اللہ جیسا کوئی نہیں ہے تو ان کے نام کی لذت کا بھی کوئی مثل نہیں ہے۔ اللہ کے نام میں جو مٹھاس ہے وہ نہ جنت میں ہے نہ دنیا میں ہے۔ میں آپ کو دونوں جہاں کے عیش سے بڑھ کر دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نام میں دونوں جہاں سے بڑھ کر لذت ہے ؎

ارے یارو جو خالق ہے شکر کا
جمالِ شمس کا، نورِ قمر کا

اور ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

یہ میرے ہی اشعار ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تجربہ کرکے دیکھ لو، اور تجربہ کیا کرنا ہے، تجربہ کے لئے اُن ستّر شہید صحابہ کا خون کافی ہے جو دامنِ اُحد میں سوئے ہوئے ہیں، اگر ان شہداء کو اللہ کے نام پر مرنے میں مزہ نہ آتا تو جہاد میں کون جاتا۔

حالتِ گناہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے جذب عطا ہو سکتا ہے

تو جگر صاحب نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کیا میں بھی اللہ والا بن سکتا ہوں؟ حالانکہ میں تو شراب پیتا ہوں۔ یہ جگر صاحب کو جذب نصیب ہو رہا ہے یعنی اللہ ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ گناہ کی حالت میں جذب نہیں ہوتا، نیک بننے کے بعد اللہ جذب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ عین گناہ کی حالت میں بھی جذب کرلیتا ہے، اس کی شان اتنی بڑی ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی۔

حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کا قصہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو شراب کی حالت میں جذب کیا تھا۔ بِشر حافی شراب کے نشہ میں مدہوش تھے، پیر لڑکھڑا رہے تھے، اچانک دیکھا کہ زمین پر کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہے جس پر بسم اللہ شریف لکھی ہے، فوراً کہا کہ آہ! میرے اللہ کا نام زمین پر پڑا ہوا ہے، فوراً اُسے اٹھایا، صاف کیا، عطر لگایا اور اسی بے ہوشی کی حالت میں، شراب کے نشہ کی حالت میں اوپر ایک طاق میں رکھ دیا۔ رات کو خواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بِشر تو شراب کے نشہ سے بے ہوش تھا مگر میرے نام سے باہوش تھا، میرے نام کو تو نے اس وقت بھی فراموش نہیں کیا جس وقت شراب کے نشہ میں ساری دنیا کو فراموش کئے ہوئے تھا۔ بس اللہ نے انہیں جذب کرلیا اور فرمایا کہ آج سے تمہارا نام اولیاء اللہ کے رجسٹر میں درج ہے۔ صبح جب سو کر اٹھے تو شراب کے مٹکے توڑ دیئے، ساری بوتلیں توڑ دیں اور تہجد و ذکر و فکر میں لگ گئے، پھر اللہ نے انہیں وہ مقام عطا کیا کہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث پڑھاتے تھے اگر اس وقت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ زیارت کے لئے تشریف لے آتے تو امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھاتے پڑھاتے کھڑے ہو جاتے تھے، طلبہ کہتے تھے کہ آپ ایک

غیر عالم کے لئے کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ میں کتابُ اللہ کا عالم ہوں اور یہ اللہ کا عالم ہے یعنی یہ اللہ کو جانتا ہے، بِشر حافی اللہ کا جذب کیا ہوا مقبول بندہ ہے اس لئے میں اس کا اکرام کرتا ہوں۔

ایک دن بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ[۹] اور ہم نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ہے۔ بس جوتا اتار کر پھینک دیا اور کہا کہ میں اللہ کے فرش پر جوتا پہن کر نہیں چلوں گا۔ لیکن میں عرض کر دوں کہ یہ دین کا مسئلہ نہیں ہے کہ آپ لوگ بھی جوتا نہ پہنیں، بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ پر تو ایک حال طاری ہو گیا تھا اور وہ ننگے پیر چلنے لگے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ کرامت بخشی کہ زمین پر جہاں نجاست ہوتی تھی اور یہ وہاں سے گذرتے تھے تو زمین پھٹ جاتی تھی، اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا تھا کہ اے زمین تو پھٹ کر نجاست نگل جا، میرا عاشق بِشر حافی آرہا ہے جس نے میرے لئے جوتے اتار پھینکے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کو چاہتے ہیں، اگر پیاسے پانی کو تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی جستجو کرتے ہیں اللہ بھی ان کو تلاش کرلیتا ہے ۔

اے رسیدِ دستِ تو در بحر و بر

اے خدا آپ سمندر اور خشکی ہر جگہ ہمیں تلاش کرنے پر قادر ہیں، آپ کا ہاتھ ہر جگہ پہنچا ہوا ہے، وہ کون سی جگہ ہے جہاں خدا کا ہاتھ نہ پہنچا ہوا ہو۔

جگر صاحب کی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری

تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جگر صاحب سے فرمایا کہ آپ بھی اس اللہ والے کے پاس تھانہ بھون جائیں۔ انہوں نے کہا کہ میں شراب تو نہیں چھوڑ سکتا، کیا خانقاہ میں شراب پینے کی اجازت

۹؎ الذّٰریٰت: ۴۸

مل جائے گی؟ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ جب انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب آپ جگر صاحب سے کہیے کہ میں خانقاہ میں تو شراب نہیں پینے دوں گا البتہ وہ اشرف علی کے گھر میں رہیں، جب خدا کے رسول کسی کافر کو اپنا مہمان بناسکتے ہیں تو اشرف علی بھی ایک گنہگار مسلمان کو جو اپنی اصلاح کرانا چاہتا ہے اپنا مہمان بناسکتا ہے۔ جگر صاحب یہ جواب سُن کر رونے لگے، فوراً بستر باندھا اور تھانہ بھون کی خانقاہ پہنچ گئے اور حضرت سے عرض کیا کہ میں جگر مرادآبادی ہوں، مجھے بیعت کرلیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں آپ کو جانتا ہوں، آپ کو کون نہیں جانتا، آپ آل انڈیا شاعر ہیں۔

تو اللہ نے انہیں گناہ کی حالت میں جذب کیا۔ جب ماں باپ اپنے بچے کو گٹر لائن کی گندگی میں گرا ہوا دیکھتے ہیں تو ان کو رحم آتا ہے یا نہیں؟ ماں باپ بچے کو اٹھا لیتے ہیں یا نہیں؟ تو جب اللہ تعالیٰ کو رحم آتا ہے تو وہ گناہ کی حالت میں بھی جذب کرلیتے ہیں۔ جب جگر صاحب کو جذب ہوا تو دل میں محسوس ہوگیا۔ جذب پر جگر صاحب کے استاد اصغر گونڈوی کا کیا پیارا شعر ہے ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عُریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خُود جیب و گریباں کو

اب جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جذب پر اپنا شعر پیش کیا ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

جب جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو اللہ نے اپنی طرف جذب کیا تو دل پر خوفِ خدا غالب آیا کہ ظالم کب تک پئے گا، قیامت میں حساب بھی تو دینا ہے۔ اس شعر میں انہوں نے اپنے جذب کی نشاندہی کی ہے کہ جس دن اللہ نے مجھے جذب کیا میرے قلب کی کیفیت کا عالم بدل گیا۔ فرماتے ہیں ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی چار دعائیں

جب جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کرلیا تو عرض کیا کہ حضرت میرے لیے چار دعائیں کردیجئے کہ میں شراب چھوڑ دوں، ڈاڑھی رکھ لوں، حج کر آؤں اور ایمان پر خاتمہ ہو جائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً دعا کے لیے ہاتھ اٹھالیے۔

دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است

اللہ والوں کی دعا کے مقابلہ میں دوسروں کی دعا نہیں آسکتی۔

حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایک شرابی کے جذب کا قصہ

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے زمین پر بے ہوش پڑے ایک شرابی کا منہ دھویا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں سلطان ابراہیم ابن ادھم ہوں۔ عرض کیا کہ کیسے آئے؟ فرمایا کہ ظالم، تو نے اتنی زیادہ پی لی تھی کہ زمین پر پڑا قے کر رہا تھا اور تیرے منہ پر مکھیاں بھنک رہی تھیں، میں نے اللہ کا بندہ سمجھ کر تیرا منہ دھو دیا، کہا کہ اچھا ہاتھ لائیے، میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں، اسی وقت نشہ اترتے ہی فوراً جذب عطا ہو گیا حالانکہ حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی وعظ نہیں کہا تھا، انہوں نے اس سے یہ نہیں فرمایا کہ تم توبہ کرلو، اس نے جو یہ کہا کہ مجھے بیعت کرلیجئے، توبہ کرا دیجئے، اب کبھی شراب نہیں پیوں گا، تو اسے یہ کس نے سکھایا؟ اللہ کے جذب نے۔ اللہ کا جذب دنیا کی ہدایت کے تمام اسباب سے بے نیاز ہے، بس اللہ نے اسی وقت جذب کرلیا، توبہ کرنے کے بعد وہ اسی وقت ولی اللہ ہو گیا۔ رات کو سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ شرابی ولی اللہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ

سے پوچھا کہ آپ نے اتنی جلدی اس شرابی کو ولی اللہ کیوں بنالیا؟ اس میں کیا راز ہے؟ بغیر اشراق و تہجد، اوّابین اور بڑی محنتوں کے اس کو یہ مقام کیسے حاصل ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْهَهٗ لِاَجْلِیْ تونے اس کے چہرے کو میری خاطر دھویا، میرا بندہ سمجھ کر اس کا چہرہ دھویا، فَغَسَلْتُ قَلْبَهٗ لِاَجْلِكَ میں نے تیری خاطر اس کا دل دھو دیا۔[1] جس کا دل اللہ دھو دے اس کے دل میں گناہ کا کوئی اثر رہ سکتا ہے؟ اے اللہ! اپنا دستِ کرم بڑھا دیجئے اور ہمارے دلوں کو بھی اسی طرح پاک کر دیجئے۔

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما

آفریں بر دست و بر بازوئے تو

اے خدا، ہماری جھولیوں کی جانب اپنا ہاتھ بڑھائیے، آپ کے دستِ مبارک اور کرم کے ہاتھوں پر بے شمار آفرین ہو۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے آثارِ قبولیت

جگر صاحب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے چاروں دعائیں کرانے کے بعد لوٹ آئے اور فوراً شراب چھوڑ دی، شراب چھوڑنے سے بیمار پڑ گئے جیسے ہیروئن چھوڑنے والا بیمار پڑ جاتا ہے، شیطان اس کے کان میں کہتا ہے کہ دوبارہ پینا شروع کر دو ورنہ مر جاؤ گے۔ اگر وہ اللہ والا ہے تو شیطان کو جواب دے گا کہ ہیروئن کھا کر بھی ایک نہ ایک دن مروں گا لیکن خدا کے غضب میں مروں گا اور اگر چھوڑ کر مرا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں موت آئے گی، وہ موت اِس زندگی سے افضل ہے، جس موت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں اس موت پر لاکھوں حیات اور زندگیاں قربان ہوں۔ تو ڈاکٹروں کے بورڈ نے کہا کہ جگر صاحب آپ شراب کے عادی ہیں، بیماری شراب چھوڑنے سے آئی ہے، شراب پینے سے جائے گی۔ جگر صاحب نے ڈاکٹروں سے سوال کیا کہ اگر پیتا رہوں گا تو

[1] مثنوی مولانا روم

کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ دس سال اور جی جاؤ گے، فرمایا کہ اگر شراب چھوڑنے سے موت آتی ہے تو جگر اس موت کو لبیک کہتا ہے اور اس موت سے معانقہ کرتا ہے یعنی گلے ملتا ہے۔ جو موت خدا کی رحمت اور خدا کے راستہ میں آئے، ایسی موت کو لاکھوں زندگیاں بھی سلام کریں تو ان کی سلامی اس موت کی عظمتوں کا حق ادا نہیں کر سکتی جو اللہ کے راستہ میں آئی ہو۔ تو جگر صاحب نے کہا کہ میں دس سال شراب پی پی کر جیتا رہوں تو میں ایسی زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں ؎

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے

اللہ کی ناخوشی کی راہوں سے اپنا دل خوش نہ کرو، اگر دل میں حرام خوشی درآمد ہو گئی تو رو روکے اللہ کو منالو، توبہ کا جلاّب لے لو، سب گناہ معاف ہو جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ کے خوف کے آنسوؤں سے، ندامت سے، توبہ سے بالکل صاف ہو جاؤ گے جیسے کہ گناہ ہوا ہی نہیں۔ حدیث میں ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ[11] کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے کہ گناہ کیا ہی نہیں۔ اور اللہ کا حبیب بھی ہو جاتا ہے، عجیب معاملہ ہے، دنیا والے معاف کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ معاف تو کر دیا لیکن اب تمہیں دوست نہیں بناؤں گا، اب تم کبھی میرے سامنے نہ آنا، تم کو دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے گنہگارو، اگر تم توبہ کرلو تو میں تمہاری توبہ قبول کروں گا، اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ[12] اور تم سے محبت بھی کروں گا، تمہیں اپنا محبوب بھی بنالوں گا، پیارا بھی بنالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یُحِبُّ کو مضارع سے نازل فرمایا ہے، ماضی سے نازل نہیں فرمایا، مطلب یہ کہ ہم اس وقت بھی تم سے محبت کرتے ہیں اور توبہ

[11] مشکوۃ المصابیح، باب الستغفار والتوبۃ، ص:۲۰۶ قدیمی کتب خانہ
[12] البقرۃ: ۲۲۲

کی برکت سے آئندہ بھی کرتے رہیں گے، اگر تم توبہ کرتے رہو گے تو ہم بھی محبت کرتے رہیں گے کیونکہ فعل مضارع میں دو زمانوں کا پایا جانا ضروری ہے، حال اور استقبال، یہ عربی گرامر ہے، مولوی ان باتوں کو سمجھتے ہیں۔

گناہوں کے نشانات کو مٹا دینے کی حکمت

تو جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کام تو بن گیا کہ شراب چھوٹ گئی، شراب چھوڑنے کے بعد وہ بالکل صحت مند ہو گئے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ تندرست ہو گئے، ہیروئن چھوڑنے والا اگر ہمت کرلے، خدا کے راستہ میں جان دینے کا فیصلہ کرلے تو ان شاء اللہ جان نہیں جائے گی بلکہ اس کی صحت بحال ہو جائے گی ورنہ سوکھتے سوکھتے بہت بُری موت آتی ہے۔ کچھ بھی ہو جان کی دم بازی لگالو، ہمت کرو، اور دوبارہ ہیروئن والوں سے دوستی نہ کرو، جن لوگوں نے تمہیں مفت کی پلائی تھی ان کی صورت بھی مت دیکھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے شراب حرام ہونے کا حکم نازل فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب شراب حرام ہو گئی ہے لہٰذا جس مٹکے میں شراب رکھتے تھے اس کو بھی توڑ دو، چنانچہ مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہہ رہی تھی، صحابہ نے مٹکے بھی توڑ دیے تاکہ اس کو دیکھ کر شراب کی یاد بھی نہ آئے، معلوم ہوا کہ جہاں گناہ ہو وہاں سے گناہوں کے نشانات کو مٹا بھی دو۔ جس کو سینما دیکھنے کی عادت ہو تو توبہ کرنے کے بعد وہ، اس راستہ سے بھی نہ گذرے کہیں شیطان پھر سے سینما کی یاد نہ دلادے اور سینما کا پوسٹر بھی نہ پڑھے، اس پر لگی تصویریں بھی نہ دیکھے ورنہ شیطان دل میں پھر گندا خیال ڈال دے گا۔

ڈاڑھی نہ رکھنے والے قیامت کے دن اللہ کے نبی کو کیا جواب دیں گے؟

شراب چھوڑنے کے بعد جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج کر آئے اور وہاں ڈاڑھی بھی رکھ لی۔ ڈاڑھی کا مسئلہ بڑا مشکل ہوتا ہے، اس کے لئے بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ بے وقوفوں کی تعداد زیادہ ہوتی

ہے، حضور ﷺ کی شکل مبارک اختیار کرنے پر اس کو مبارک باد پیش کرنے کے بجائے اُلٹا مذاق اڑاتے ہیں، الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کہ ارے آپ نے یہ کیا ڈاڑھی رکھ لی، پہلے اچھے بھلے چکنے چکنے گال تھے، اچھے خاصے میمن لگ رہے تھے۔ لیکن کون سے میمن لگ رہے تھے؟ جس میمن کا نون نظر نہیں آتا یعنی میم معلوم ہوتے تھے۔ میمن کا نون ہٹا دو تو کیا بنا؟ میم بنا۔ تو پہلے تو میم کی طرح لگتے تھے، اب ڈاڑھی رکھنے کے بعد نون ہٹا رہا ہوں پھر بھی آپ میم معلوم نہیں ہو رہے کیونکہ ڈاڑھی رکھنے کے بعد اللہ والوں جیسی شکل ہو جاتی ہے۔ تو جب جگر صاحب نے ڈاڑھی رکھ لی تو ان کا بھی لوگوں نے بہت مذاق اُڑایا لیکن جب اللہ ہمت دیتا ہے تو آدمی مذاق اڑانے والوں سے بزبانِ حال یہ کہتا ہے ؎

اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو

تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

اگر تم میری ڈاڑھی پر ہنستے ہو تو قیامت کے دن تم رسول اللہ ﷺ کو دینے کے لیے جواب تلاش کرلو، اگر نبی نے تم سے سوال کیا کہ میرے جس امتی نے ڈاڑھی رکھی تھی تم نے میری شکل بنانے پر اس کا مذاق کیوں اُڑایا تھا اور انگریزوں کی شکل بنانے پر مبارکباد کیوں پیش کی تھی؟ تب تم کیا جواب دو گے؟ جس طرح الیکشن میں پارٹیاں گالیاں کھاتی ہیں کچھ دن آپ بھی گالیاں کھالیجئے، جب آپ پکّے ہو جائیں گے تو حکومت آپ کی ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ، جب آپ پکّے ہو جائیں گے تو شیطان مایوس ہو جائے گا، آپ جیت جائیں گے اور وہ سب لوگ بھی مایوس ہو جائیں گے جو آپ کا مذاق اڑا رہے تھے کہ اب یہ ڈاڑھی نہیں منڈائے گا، یہ تو روزانہ بڑھائے چلا جا رہا ہے پھر ایک دن یہی لوگ آپ سے دعائیں لیں گے۔

ڈاڑھی رکھنے کا انعام

محکمۂ موسمیات میں ایک نوجوان لڑکے نے ڈاڑھی رکھی تو سپر وائزر سے لے کر نیچے تک کا سارا عملہ اس کا مذاق اُڑانے لگا، وہ میرے پاس روتا ہوا آیا، میں نے کہا گھبراؤمت، ایک دن یہی لوگ تم سے دعائیں کروائیں گے، طائف کے بازار میں نبی ﷺ نے گالیاں سنی ہیں، اُحد کے دامن

میں اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کا خون بہا ہے، تو ہم گالیاں سننے والی سُنت کب پائیں گے ؟ ارے تم کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ڈاڑھی رکھنے سے گالیاں ملتی ہیں کہ پاگل ہے، ملّا ہے تو حضور ﷺ نے طائف کے بازار میں جو گالیاں سنی تھیں یہ امت وہ سنت کب ادا کرے گی؟ لہٰذا اس سنت کو بھی ادا کرو۔ بس اس نے ہمت سے کام لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد سپر وائزر کا لڑ کا بیمار ہو گیا تو اس نے کہا کہ میرا بیٹا بیمار ہے، اب ہم تمہاری ڈیوٹی رات کو لگائیں گے تا کہ تم تہجد پڑھو اور میرے بیٹے کے لئے دعا کرو۔ وہ لڑکا میرے پاس ہنستا ہوا خوش خوش آیا اور کہا کہ یہی سپر وائزر میری ڈاڑھی کا مذاق اُڑاتا تھا لیکن جب اس کا بیٹا بیمار پڑا تو کہتا ہے کہ تمہاری ڈیوٹی رات کو لگاؤں گا، تہجد کے وقت سے صبح چھ بجے تک تمہاری ڈیوٹی ہو گی، بس تم میرے بیٹے کے لئے رو رو کر دعا کرو، تو ایک دن یہ وقت بھی آئے گا ان شاء اللہ، بس ذرا ہمت سے کام لو۔ جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ڈاڑھی رکھنے پر مذاق اُڑایا گیا تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا ؎

ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوبؔ
تب کہیں جا کے ترے دل میں جگہ پائی ہے

آہ کاش یہ جذبہ ہمارے دل میں بھی پیدا ہو جائے! کیا جذبہ تھا خواجہ صاحب کے دل میں! لیکن اس کے بعد وہ وقت بھی آیا کہ ایک دن ساری دنیا ان سے دعائیں لینے لگی، اس وقت فرمایا ؎

اب تو دنیا چلی آتی ہے مرے قدموں پر

دنیا کا چند دن امتحان ہوتا ہے، پھر آپ دیکھئے گا کہ بیوی بھی عزت کرے گی، دوست بھی عزت کریں گے، رشتہ دار بھی کہیں گے کہ مولانا مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ تو جب جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھ لی تو ایک دن آئینہ دیکھا، آئینہ میں اپنی شکل دیکھ کر کہتے ہیں ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگرؔ کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

کیا شعر کہا ہے ظالم نے! میں جب یہ شعر پڑھتا ہوں رونے لگتا ہوں کہ اس نے کس درد سے یہ شعر کہا ہے۔ میں نے کل رات ایک جلسۂ تقسیمِ اسناد میں جب یہ شعر پڑھا تو وہاں کے امام صاحب کو اتنا مزا آیا کہ کہنے لگے کہ ایک دفعہ اور پڑھ دو، میں نے کہا کہ اچھا ایک دفعہ اور پڑھ دیتا ہوں ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگرؔ کا

سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرٹھ میں ایک ٹانگے پر سوار تھے اور ٹانگے والا اس شعر کو پڑھ پڑھ کر مزہ لے رہا تھا، اس ظالم ٹانگے والے کو خبر نہیں تھی کہ جگر صاحب میرے ٹانگے پر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ تو مست ہو کر یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگرؔ کا

سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبد الرب نشتر سے ملاقات کا دلچسپ واقعہ

پاکستان بننے کے بعد جگر صاحب گورنر عبد الرب نشتر سے ملنے آئے، چونکہ شاعر بے چارا ایسے ہی اُلول جلول سا ہوتا ہے، بال بکھرے ہوئے رہتے ہیں، ہر وقت قافیہ سوچتا رہتا ہے تو پولیس والے نے انہیں دھکا دیا کہ ارے تو کہاں ملے گا گورنر سے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا بھگا تو رہے ہو لیکن گورنر عبد الرب نشتر صاحب کو یہ پرچہ دے دو، یہ کہہ کر ایک پرچہ پر جلدی سے پنسل سے ایک شعر لکھا ؎

نشترؔ سے ملنے آیا ہوں، میرا جگرؔ تو دیکھ

پولیس والا پرچہ اندر لے گیا اور کہا کہ ایک پاگل آیا تھا، بڑے بڑے بکھرے ہوئے بال، بالکل اُلول جلول لگ رہا تھا مگر اس نے یہ پرچہ دیا ہے، جب عبد الرب نشتر نے پرچہ پڑھا تو فوراً پہچان لیا کہ یہ جگر کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا، جلدی سے ننگے پیر دوڑے، جوتے بھی نہیں پہنے کیونکہ جگر صاحب آل انڈیا شاعر تھے، بہت مشہور اور معزز تھے، عبد الرب نشتر نے جا کر کہا کہ حضور یہ پولیس والے نادان ہیں، انہوں نے آپ کو پہچانا نہیں، میں آپ سے معافی چاہتا ہوں، پھر جگر صاحب کو گورنر ہاؤس میں لے گئے، چائے پلائی، عزت سے رکھا اور کہا کہ آپ نے کمال کر دیا، اپنا تعارف کس پیارے انداز سے کرایا۔ نشتر اس تیز دھار آلہ کو کہتے ہیں جس سے آپریشن کیا جاتا ہے اور پھوڑا کاٹ کر سارا مواد پَس وغیرہ نکال دیتے ہیں، تو فرمایا کہ دیکھو لوگ نشتر سے ڈرتے ہیں لیکن میرا جگر یعنی حوصلہ دیکھو کہ خود نشتر سے ملنے آیا ہوں ؎

نشترؔ سے ملنے آیا ہوں، میرا جگرؔ تو دیکھ

تو اللہ تعالیٰ نے جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تین دعائیں جگر صاحب کی زندگی میں ہی قبول فرمالی تھیں یعنی انہوں نے حج بھی کر لیا، ڈاڑھی بھی رکھ لی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شراب سے توبہ بھی نصیب کر دی، اور جگر صاحب بزبانِ حال کہہ گئے وَاَرْجُوْالرَّابِعَ کہ اپنے اللہ سے چوتھی دعا کی اُمیدِ قبولیت رکھتا ہوں یعنی ان شاء اللہ خاتمہ بھی ایمان پر ہوگا۔

تو جذب کے پانچ قصے ہوگئے۔ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کا قصہ اور جگر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الحفیظ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا جذب کے قصوں کے ساتھ ساتھ حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ بھی بیان کر دیا جو ننگے پیر چلتے تھے، جن کا ادب امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی کیا کرتے تھے اور اس شرابی کا قصہ بھی سنا دیا جس کا چہرہ حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے دھویا تھا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس شرابی کو جذب فرمالیا تھا۔ اب دعا کر لیجئے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ان کے دستِ کرم کے یہ چار کمالات سنا کر اپنے لئے بھی مانگوں جیسے کوئی ڈاکٹر سے کہے کہ میں آپ کے پاس پانچ مریض لایا تھا، ان کی بیماریاں بڑی خطرناک تھیں مگر آپ کی دوا سے اچھے

ہو گئے، اب خدا کے لئے مجھ پر بھی مہربانی کر کے میری بیماری کے لیے بھی کوئی اچھی سی دوا دے دیں۔ تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور ان قصوں کو پیش کر رہا ہوں کہ اے خدا جگر جیسے شرابی کو تو نے ولی اللہ بنایا، عبد الحفیظ شاعر کو تو نے جذب کر کے توبہ کی توفیق نصیب فرمائی اور بہترین موت عطا فرمائی اور بشر حافی کو عین شراب کی حالت میں تو نے جذب کیا اور اپنے نام کی عظمت کے صدقہ میں ان کو اتنا بڑا ولی اللہ بنایا کہ امام احمد ابن حنبل جیسا محدث ان کے ادب میں کھڑا ہو جاتا تھا۔ یا اللہ جگر، عبد الحفیظ اور حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہما اور ان میں سب سے بڑے جو میں سمجھتا ہوں، جو علماء سمجھتے ہیں کہ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ ان میں سب سے زیادہ تھا، تو اے خدا ان چاروں بزرگوں کے صدقہ میں کہ جن کی حالت بہت خراب تھی لیکن آپ کی رحمت نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچادیا ہم پر بھی اپنا فضل کر دیجیے۔

اگر آپ نے قرآن پاک میں وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ [۱۳] فرما کر اپنے خزانۂ جذب کا اعلان نہ کیا ہوتا تو ہم آپ کے اس خزانہ سے کچھ بھی مانگنے سے محروم رہ جاتے لیکن جب آپ نے ہم کو اپنے اس خزانہ سے آگاہ کر دیا تو ہم آپ کے بندے ہیں، آپ کے خزانہ کی طرف نگاہِ اُمید ڈالتے ہیں کہ جیسے آپ نے اپنی رحمت سے ان بزرگوں کو جذب فرمایا تھا ہماری جانوں کو بھی جذب کر لیجئے۔ یہ مہینہ رمضان المبارک کا ہے، عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو آپ نے مسلمانوں کی دعاؤں پر آمین کہنے پر لگایا ہوا ہے اور آپ کریم ہیں، کریم کی تعریف ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے کہ کریم وہ ذات ہے جو نالائقوں پر فضل کر دے، بندوں کی نااہلی کے باوجود انہیں اپنے کرم سے محروم نہ فرمائے۔ اے خدا اگر آپ نے ہماری نالائقی پر اور ہماری نااہلیت پر نظر فرمائی تو ہم سب کے سب محروم ہو جائیں گے لہٰذا اپنے کریم ہونے کی صفت کا ظہور ہم سب پر فرمایئے اور اپنے دستِ کرم کو ہماری خالی جھولیوں کی جانب بڑھایئے، ہماری نااہلیت کے باوجود، ہماری نالائقی کے باوجود ہم سب کو جذب کر کے اپنے اولیاء صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچا دیجئے،

۱۳؎ اٰل عمران: ۱۷۹

آپ کریم ہیں، آپ کو کچھ مشکل نہیں، اس لئے اولیاء صدیقین کی آخری سرحد جہاں پہنچ کر ولایت ختم ہو جاتی ہے، اپنے فضل سے ہم سب کو اس مقام تک پہنچا دیجئے اور رمضان کے مبارک مہینہ کی برکت سے اسی وقت فیصلہ فرما دیجئے، اب اس رمضان کا کوئی اور جمعہ نہیں آئے گا، آج جمعہ کے مبارک دن کی برکت سے ہماری جانوں کو محروم نہ فرمائیے، جو لوگ اس وقت موجود نہیں ہیں مگر مجھ سے محبت رکھتے ہیں ان سب کے اور میرے رشتہ داروں کے حق میں اس دعا کو قبول فرمائیے، پورے عالم کے مسلمانوں پر فضل فرمائیے اور عافیتِ دارین نصیب فرمائیے۔

اے اللہ ہمارے بچے کسی بھی بُری راہ پر نہ چلنے پائیں، اپنی خصوصی حفاظت ان کو نصیب فرما دیجئے۔ اے خدا، جیسا آپ نے ہمارا رمضان گذرا اپنی رحمت سے ہم کو سارا سال اسی طرح تقویٰ کی خصوصیات نصیب فرما دیجئے اور آپ اپنے دوستوں کو ان کے سینوں میں جو خفیہ خزانہ دیتے ہیں وہ ہم کیا جانیں، وہ آپ کے اولیاء ہی سمجھ سکتے ہیں لیکن ہم آپ سے اتنا عرض کرتے ہیں کہ اے کریم آپ اپنے اولیاء کو جو کچھ دیتے ہیں چاہے ظاہر میں دیں یا خفیہ کر کے دیں آپ تو اسے جانتے ہیں اس لئے آپ اپنے علم کے اعتبار ہم سب کو بھی وہ تمام نعمتیں عطا فرما دیجئے، ہماری دنیا بھی بنا دیجئے اور آخرت بھی بنا دیجئے اور سلامتیِ اعضاء اور سلامتیِ ایمان کے ساتھ زندہ رکھئے اور سلامتیِ اعضاء اور سلامتیِ ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے، کینسر سے، السر سے، فالج سے، لقوہ سے، گردوں کے خراب ہونے سے اور تمام خطرناک بیماریوں سے ہم سب کو ہمیشہ محفوظ فرمائیے۔

یااللہ جس کو جو روحانی بیماری ہے مثلاً امرد پرستی، زِنا، بد نظری، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، بُغض رکھنا اور جتنے خطرناک روحانی امراض ہیں اللہ ہم سب کو ان سے شفا عطا فرما دے اور اپنی رحمت سے اپنی راہ کو ہم پر آسان فرما دے کیونکہ آپ گواہ ہیں کہ جو بے چارے گناہ میں مبتلا ہیں ان کے دل نادم ہیں، وہ گناہ کرنا نہیں چاہتے مگر نفس و شیطان ان کو اغوا کر لیتے ہیں، آپ اپنی رحمت سے ہمیں ان دشمنوں کے شکنجے سے چھڑا لیجیے جیسے باپ پوری طاقت صرف کر کے اپنے بچے کو اغواء کرنے والوں سے چھڑا لیتا ہے تو آپ کی طاقت کا تو کیا کہنا، آپ جسے اپنے کرم سے اپنا بنانا چاہیں سارا عالم مل کر اسے آپ سے الگ نہیں کر سکتا۔ اس لئے اختر یہ دعا کرتا ہے کہ ہم سب کے قلب و جاں

کو اپنی ذاتِ پاک کے ساتھ اس طرح چمٹا لیجئے کہ سارا عالم ہمیں ایک اعشاریہ بھی آپ سے الگ نہ کر سکے اور ہم آپ کے بن جائیں۔

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا

اُنہی کا اُنہی کا ہوا جا رہا ہوں

یا اللہ ہم مانگتے مانگتے تھک گئے، اب ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سکھائی ہوئی دعا مانگتا ہوں کہ جب دعا مانگتے مانگتے تھک جاؤ تو اللہ سے یہ عرض کر دو کہ اے خدا ہم مانگتے مانگتے تھک گئے اب آپ بے مانگے سب کچھ عطا کر دیجئے، کتنے باپ ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بے مانگے ان کی ضروریات کی چیزیں دے دیتے ہیں، اے خدا ہم آپ کے بندے ہیں، آپ ہمارے کریم مالک ہیں، ارحم الرحمین ہیں اور رب العالمین ہیں، آپ بے مانگے ہم پر دنیا اور آخرت کی نعمتوں کی نوازش کر دیجئے، آمین۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد ورفت نہ ہوسکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات وملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لئے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو:

”اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گنہگار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔“

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ حسنہ:

استغفار کے ثمرات
فضائل توبہ
تعلق مع اللہ
علاج الغضب
علاج الکبر
خوشگوار ازدواجی زندگی
حقوق النساء
بدگمانی اور اس کا علاج
مقصد حیات
ذکر اللہ اور اطمینان قلب
تقویٰ کے انعامات
قافلہ جنت کی علامت
ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے
تحفہ ماہ رمضان
عظمت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
اصلی پیری مریدی کیا ہے
حقوق الرجال
نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے
عزیز و اقارب کے حقوق
آداب عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
علم اور علماء کرام کی عظمت
حقوق الوالدین
اسلامی مملکت کی قدر و قیمت
بے پردگی کی تباہ کاریاں
عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم
صحبت شیخ کی اہمیت
ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج
اللہ تعالیٰ کے باوفا بندے
گناہوں سے بچنے کا راستہ

کتابیں ملنے کے پتے:

- خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی۔
- جامعہ اشرف المدارس، سندھ بلوچ سوسائٹی گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی۔
- یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔
- مجلس صیانۃ المسلمین، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔
- خانقاہ اشرفیہ اختریہ، جامعہ العلوم، عید گاہ، بہاولنگر۔
- جامع مسجد عثمان غنی، ۱/اے۔۶ گلستانِ زرین سوسائٹی، اسکیم ۳۳، سُپر ہائی وے، کراچی۔
- خانقاہ اشرفیہ اختریہ، بی ۳۰۸، بلاک ایل، نارتھ ناظم آباد، کراچی۔
- سبحانیہ مسجد، سی آر داس روڈ، نزد جامعہ بنوری ٹاؤن، جمشید روڈ نمبر ۱، کراچی۔
- خانقاہِ مسیحیّہ، باغ حیات، سکھر۔

پُرسکون زندگی گزاریں!

اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں میں چین، سکون اور اطمینان صرف اپنے دین میں رکھا ہے۔ آپ بھی سکون اور اطمینان والی زندگی گزار سکتے ہیں۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں روزانہ مختلف اوقات میں مجالس ہوتی ہیں۔ الحمدللہ! ان مجالس کی برکت سے لاکھوں بھٹکے ہوئے انسان سکون اور اطمینان کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ بھی ان بابرکت مجالس میں شرکت کر سکتے ہیں۔

اتوار کو صبح ۱۱ بجے اور پیر کو نمازِ مغرب کے بعد خصوصی مجالس ہوتی ہیں، جن میں خواتین کے لیے پردے کے ساتھ علیحدہ جگہ مجلس سننے کا انتظام ہے۔

مجالس کے بارے میں مزید معلومات، نیز اپنے تمام مسائل کے شرعی حل کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے:

34975758،34975658،34975221

ہمارے معاشرہ میں جعلی پیری مریدی کے زور پکڑنے کی اصل وجہ دین کے علم سے لاعلمی ہے۔ ان جعلی کنکروں پتھروں میں اصلی ہیرے موتی تلاش کرنا نہایت ضروری کام ہے۔ پہچان کا یہ مرحلہ طے کرنے میں عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ نہایت کارآمد ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ سے سچے اللہ والوں کی پہچان نصیب ہوتی ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ شریعت کی روشنی میں سچے اللہ والوں کے متعلق جو آگاہی فراہم کی گئی ہے وہ ان لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے جو اللہ والوں کے وجود کے منکر ہیں یا تصوف کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ تصوف شریعت کے مقابل کوئی علیحدہ مذہب نہیں ہے بلکہ شریعت کے احکامات پر محبت کے ساتھ عمل کرانے کے ذریعہ کا نام تصوف ہے۔